مفتی عبدالستار

# جمالِ یوسفؒ

استاذ محترم سیدی حضرت بنوری قدس سرہ کا سانحہ وصال اچانک پیش آیا گو کل نفس ذائقة الموت پر پورا یقین ہے' مگر حضرت اقدس، قدس سرہ العزیز کی وفات کا کبھی خطرہ بھی نہ گزرا تھا اور یہ کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ علم وعرفان کا یہ آفتاب پوری آب وتاب سے چمکتا ہوا اچانک یوں روپوش ہوجائے گا' ہمیشہ کے لئے داغ مفارقت دے جائے گا اور ہمیں اس حادثۂ جانکاہ کے بارے میں کچھ لکھنے کی نوبت آئے گی' یہ حادثہ ایک مدرسہ ایک جماعت، ایک خاص علاقے کا نہیں' بلکہ پورے پاک وہند بلکہ عالم اسلام کا حادثہ ہے۔ اسلامی قوانین کی تدوین کے سلسلہ میں ملک وقوم مذہب وملت کو آپ کے علم وفضل اور تفقہ فی الدین کی اس وقت میں جس قدر حاجت تھی' شاید ہی پہلے کبھی اس کا احساس کیا گیا ہو۔ حضرت اقدس کو اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کا رکن منتخب کیا گیا تھا' تاکہ مجلس کے فیصلوں کی روشنی میں ملکی قوانین کو نظام اسلامی کے سانچے میں ڈھالا جاسکے۔ حضرت قدس سرہ اس کونسل کے اجلاس میں شرکت کے لئے اسلام آباد تشریف لے گئے تھے کہ دل کا دورہ ہوا' اور وہیں داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسلامی نظام کا نام لے کر پہلی حکومتیں بھی عوام کو گمراہ کرتی رہیں' لیکن بعض قرائن سے ظاہر ہوتا تھا کہ شاید موجودہ حکومت یہ کام صدق نیت سے ہی کررہی ہے' اس لئے قانون اسلامی کے نفاذ کے لئے بظاہر حالات سازگار تھے' لیکن حضرت اقدس کی رحلت سے اس میدان میں ایسا خلا واقع ہوگیا ہے کہ جس کا پر کرنا مستبعد ہے۔ الا ان یشاء اللہ۔

عقیدۂ ختم نبوت امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے' تیرہ سو سالہ اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ غیرت اسلامی نے اس عقیدہ میں رخنہ اندازی کو کبھی برداشت نہیں کیا' جب بھی کسی دجال وکذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا' اسلامی قانون فوراً حرکت میں آیا اور ایسے مدعی کاذب کو ہمیشہ کے لئے واصل جہنم کردیا گیا' جیسا کہ افغانستان میں

مرزائیوں کے ساتھ بھی ہوا' مگر پنجاب کے مسیلمہ کذاب مرزا قادیانی کو الٹا قانونی تحفظ حاصل تھا' کیونکہ اقتدار نصاریٰ کے ہاتھ میں تھا اور وہ اپنے اس ''خود کاشتہ'' پودے کو پروان چڑھا رہا تھا۔ اس لئے اس شجرۂ خبیثہ کا بروقت استیصال نہ ہوسکا جو کہ اس لعنت کا اصل شرعی اور قانونی علاج تھا' تاہم امت مسلمہ اس لعنت کو کیسے برداشت کرسکتی تھی۔ اللہ پاک نے اسلامی یونیورسٹی دیوبند کے ایک بطل جلیل کو کھڑا کیا' جس کی رگوں میں ہاشمی خون دوڑ رہا تھا اور جسے علامہ سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ نے اس فتنہ کے استیصال کے لئے علمی و عملی بے حد کام کیا اور اپنے متعلقین اور شاگردوں کو تیار کردیا جو آئندہ چل کر اس فتنہ کے لئے پیغامِ موت ثابت ہوئے' حتیٰ کہ ۱۹۷۴ء میں باقاعدہ قانونی طور پر بھی مرزائیوں کے کفر وارتداد کا اعلان کردیا گیا۔ یہ عظیم کام مختلف مراحل سے گزرتے ہوئے حضرت بنوری قدس سرہ العزیز کی امارت میں انجام تک پہنچا' ہزاروں مجاہدوں کے مصائب قید و بند اور سینکڑوں شہدائے ختم نبوت کا خون لالہ زار آپ کے عہد صدارت میں ہی رنگ لایا' یہ خلعتِ خاص حق جل شانہ نے آپ کے لئے ہی مخصوص فرما رکھی تھی۔

تقسیم ہند کے سبب جب اہلِ پاکستان مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند سے محروم ہوگئے تو اکابر امت نے پاکستان میں ایک ایسا دارالعلوم کھولنے کا منصوبہ بنایا جو اس کمی کو کسی حد تک پورا کرسکے' چنانچہ دارالعلوم الاسلامیہ ٹنڈوالہ یار میں نادرۂ روزگار علماء کرام کو جمع کرنے کا فیصلہ طے پایا۔ چنانچہ استاذ الکل حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب کامل پوری، حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری، حضرت مولانا سید بدر عالم میرٹھی، حضرت مولانا اشفاق الرحمن کاندھلوی رحمہم اللہ اجمعین جیسی یگانۂ روزگار ہستیاں اس دارالعلوم میں جمع ہوگئیں۔ یہ ۵۱-۱۹۵۰ء کا واقعہ ہے۔ اس سال یہ ناکارہ بھی دورۂ حدیث شریف کے لئے دارالعلوم حاضر ہوا۔ حضرت بنوری قدس سرہ کے علاوہ باقی اکابر ابتدائی سال ہی سے تشریف لاچکے تھے، لیکن حضرت موصوف ڈابھیل سے تقریباً وسط سال میں تشریف لائے۔ مسلم شریف اور ابوداؤد شریف کے اسباق حضرت اقدس علیہ الرحمۃ کے ذمہ تھے۔ درس حدیث کا کیا کہنا۔ حسن یوسفی کا نظارہ قطعن ایدیھن کا منظر پیش کرتا تھا۔ چہرۂ انور پر معصومیت تیرتی تھی۔ نور باطن جبین مبارک سے جھلک جھلک کر سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود کی تفسیر کا عنوان تھا۔ کسی مشکل حدیث شریف پر تقریر فرماتے تو ایسا لگتا گویا کہ علم و معرفت کے بحر مواج میں طغیانی آگئی ہے۔

ذیل میں حضرت اقدس علیہ الرحمۃ کے چند جستہ جستہ واقعات پیش کرتا ہوں۔

ا:.......ابوداود کے شروع میں فرمایا کہ:

''ہم نے ابوداؤد شریف امام العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری قدس سرہ العزیز سے پڑھی ہے' اس سال حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی' دیکھتا ہوں کہ ہم حضور اقدس ﷺ سے ابوداؤد شریف پڑھ رہے ہیں' بے انتہاء مسرت ہوئی۔''

وہ نقشہ ابھی تک آنکھوں کے سامنے ہے، صبح کو میں نے حضرت الشیخ قدس سرہ کی خدمت میں یہ خواب عرض کیا۔ فرمایا کہ: آپ کا پڑھنا قبول ہوگیا، یہ مقبولیت کی بشارت ہے۔

راقم الحروف کے ناقص خیال میں یہ خواب جس طرح پڑھنے والے کے لئے بشارت ہے، ایسے ہی حضرت الشیخ الانور قدس سرہ کے محدث کامل، متبع سنت، اور فنافی الرسول ہونے کی طرف بھی اشارہ ہے:

**رضی اللہ عن الطالب والمحدث والشیخ والتلمیذ**

۲:...... دورانِ درس ایک دن استخارہ کے فضائل وفوائد بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

میرا معمول ہے، ہر کام سے پہلے استخارہ ضرور کرلیتا ہوں۔ پہلے شب کو بالفرض اگر یاد نہ رہے تو کام کے شروع یا عین روانگیٔ سفر کے وقت بھی یاد آجائے تو دعائے استخارہ پڑھ لیتا ہوں، یہ بھی بفضل اللہ تعالیٰ فائدہ سے خالی نہیں، اگر اس کام میں خیر مقدر نہ ہو تو کم از کم اس کے شر سے حفاظت ہوجاتی ہے''۔

ہر درس میں فوائدِ علمیہ حقائق ومعارف کی بارش ہوتی تھی، مگر افسوس کہ ہم کماحقہ استفادہ نہ کرسکے اور کورے کے کورے ہی رہے۔ آہ کتنے نورانی ایام تھے، اور کتنی جلد بیت گئے۔ کبھی تجلیات رحمانی سے دارالحدیث جگمگا رہا ہے، کبھی بدر منیر کی ضیاء پاشیاں ہیں، اور گہ حسن یوسفی اور انوار وعلوم انوریہ کی جلوہ افروزیاں ہیں۔ سبحان اللہ!

فراغت کے بعد حق جل شانہ نے راقم الحروف کو مدرسہ خیر المدارس ملتان میں خدمتِ دین کی سعادت نصیب فرمائی، دینی وعلمی نیز اپنے خاص محل وقوع کے اعتبار سے پاکستان میں ملتان کو مرکزیت حاصل رہی ہے، مدرسہ عربیہ خیر المدارس، جسے ابتدائے پاکستان سے اپنے حسنِ انتظام اور اعلیٰ تعلیمی معیار کی وجہ سے مرکزیت حاصل رہی ہے، ملتان میں تھا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت اور احرار اسلام کا مرکزی دفتر ملتان میں ہے، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے جتنے اہم اجلاس ہوئے، وہ سب ملتان میں ہوئے، مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں ہے۔ اس مرکزیت کی بناء پر ملتان میں مختلف جلسوں اور کانفرنسوں کے مواقع پر حضرت الشیخ بنوری قدس سرہ کی تشریف آوری بار بار ہوتی رہی، اور سوائے آخری مرتبہ کے ہر بار زیارت کی سعادت نصیب ہوتی رہی۔ **والحمد للہ علیٰ ذالک۔**

۳:...... حضرت الشیخ قدس سرہ کو حضرت الاستاذ خیر مجسم مولانا خیر محمد صاحب قدس سرہ سے بھی خاص عقیدت ومحبت تھی۔ حضرت مولانا خیر محمد صاحب قدس سرہ کے وصال کے بعد ایک والانامہ میں تحریر فرماتے ہیں:

''درحقیقت میرا جو قلبی تعلق حضرت مولانا مرحوم سے تھا، اس کا کسی کو احساس نہ تھا۔ افسوس اس لئے ہوتا ہے کہ جنازہ کی شرکت سے محروم رہا، ورنہ میں ہوائی جہاز سے پہنچنے کی کوشش کرتا۔ بہر حال یہی مقدر ہوگا جو ہوا''۔ (محمد یوسف بنوری۔ ۳۰ شعبان المعظم ۱۳۹۰ھ)

حضراتِ شیخین ملتان یا کراچی تشریف لے جاتے تو ضرور باہم ملاقات فرماتے۔ ایک مرتبہ عجیب واقعہ ہوا: اواخر ذی الحجہ یا اوائلِ محرم میں وفاق المدارس کی کوئی مجلس مشاورت مدرسہ قاسم العلوم میں ہونے والی تھی،

حضرت بنوری قدس اللہ سرہ العزیز بھی مدعو تھے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ صبح سویرے اچانک حضرت قدس سرہ خیر المدارس پہنچ گئے اور سیدھے حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کمرے پر جاکر دستک دی اور فرمایا: ''السلام علیکم محمد یوسف اجازت چاہتا ہے۔'' اور ساتھ ہی فرمایا کہ: میں نے مدینہ طیبہ میں ہی نیت کی تھی کہ ملتان جاؤں گا تو سب سے پہلے مولانا خیر محمد صاحب سے ملوں گا' اب قاسم العلوم نہیں اترا' سیدھا یہاں آیا ہوں۔ حضرت مولانا خیر محمد صاحب قدس سرہ اس نعمتِ غیر مترقبہ سے باغ باغ ہوگئے اور فوراً کھڑے ہوکر معانقہ فرمایا۔

۴:...... بڑا ہی لطیف ذوق اور شاہانہ مزاج حق تعالیٰ شانہ نے عنایت فرمایا تھا' معمولی سی خلافِ اصول بات باعثِ اذیت ہوتی تھی۔ اجلاس وفاق المدارس کے موقع پر ایک مرتبہ دسترخوان پر چائے لائی گئی' خادم نے چائے بنانا شروع کی تو ارشاد فرمایا کہ: تمہیں چمچہ ہلانے کا بھی سلیقہ نہیں' یوں ہلاؤ، یوں نہیں۔

۵:...... پھر دوسرے موقع پر چائے نوش فرما کر اس کی بہت تعریف فرمائی اور فرمایا کہ: یہ چائے واقعی چائے ہے' مولوی ادریس صاحب! اسے تھرماس میں رکھ لو، جہاز میں ایسی چائے نہیں ملے گی۔

۶:...... پھر آئندہ سال تشریف آوری ہوئی تو خدام نے اہتمام سے چائے تیار کر کے پیش کی۔ نوش فرمانے کے بعد عرض کیا گیا کہ حضرت چائے کیسی تھی؟ فرمایا: اچھی تھی' لیکن پتّی گزشتہ سال والی نہیں تھی۔ مولانا محمد صدیق صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ: واقعی ایسا ہی تھا کہ وہ پہلے سال والی چائے ہمیں دستیاب نہیں ہوئی تھی' دوسری چائے ہی استعمال کی گئی تھی۔

۷:...... وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے اجلاس میں تقریر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: مہتمم حضرات ایسے مدرسین کو پسند کرتے ہیں جو ان کی خوشامد کریں، گو تعلیمی استعداد کے لحاظ سے کورے ہی ہوں۔ یہ لوگ اہلِ فضل و کمال کو نہیں چاہتے' کامل کو خوشامدی بننے کی کیا حاجت ہے، کامل تو پورے استغناء سے رہے گا' مہتمم کو اس کے ناز برداشت کرنا ہوں گے' اگر کام مقصود ہو۔ جو گائے دودھ دیتی ہے وہ لات مارتی ہے۔ مزید ارشاد فرمایا کہ: میں مشورہ دیتا ہوں کہ اگر خدمتِ دین اور معیاری تعلیم چاہتے ہیں تو مہتمم حضرات اپنا مزاج بدلیں۔

۸:...... ایک مرتبہ مدرسہ خیر المدارس میں تشریف آوری ہوئی' بعض حضرات اساتذہ بھی مجلس میں موجود تھے۔ چائے وغیرہ سے فراغت کے بعد بعض منتظمین نے کتاب الرائے حضرت اقدس کے سامنے پیش کی' تاکہ حضرت مدرسہ کے بارے میں کچھ تحریر فرمادیں۔ حضرت قدس سرہ نے بے ساختہ ارشاد فرمایا: ''چھوڑو مولوی صاحب! اس شرک کو، کس کو دکھاؤ گے، کیا رکھا ہے لوگوں کے پاس؟ حق تعالیٰ جتنا چاہیں گے' دیں گے کسی کو دکھانے سے کیا ہوتا ہے۔ ہمارے مدرسہ میں بڑے بڑے آتے ہیں، ہم نے کسی سے نہیں لکھوایا۔ جامعہ ازہر کے ڈائریکٹر آئے، سفیر آئے۔''

سبحان اللہ! توحید وتوکل کی کیا شان ہے۔

یہ حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے کافی عرصہ بعد کا قصہ ہے اور آپ کے دور میں ایک مرتبہ تشریف لائے تو مدرسہ کا معائنہ فرما کر رائے گرامی بھی تحریر فرمائی۔ تبرکاً اس کا اقتباس ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:

''ویسے تو حضرت مولانا خیر محمد صاحب مدظلہ کے حسن تدبر، اخلاص، حسن سلیقہ، تقوے اور علم وعمل کی جامعیت سے یہ اندازہ تھا کہ خیر المدارس میں جو علمی وعملی تربیت ہوگی' وہ ممتاز ہوگی' لیکن ''شنیدہ کے بود مانند دیدہ'' جب تفصیلی معائنہ کا موقع ملا، درجہ ابتدائیہ عربیہ کے چند طلبہ سے استفسارات کئے، الحمدللہ! کہ توقع سے بہت زیادہ پایا اور حضرت مولانا محترم بانی مدرسہ کے خلوص وعلو ہمت وحسن تدبیر وکمال تربیت کے جو آثار دیکھے بے ساختہ دل سے دعائیں نکلیں۔ اللہ تعالیٰ اس مدرسہ کو قبول فرمائیں اور حضرت موصوف کے مساعی جمیلہ کو مثمر فرمائیں اور خادمانِ علم دین کے لئے قابلِ تقلید نمونہ بنائے۔

واللہ سبحانہ ھو الموفق لکل خیر وھو المآل لکل فلاح وسعادۃ

محمد یوسف بنوری عفا اللہ عنہ

۱۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۹ھ

۹:...... بھٹو دور میں جب یہ افواہ اڑی کہ حکومت مدارسِ عربیہ پر قبضہ کرنا چاہتی ہے' تمام مکاتبِ فکر دیوبندی' بریلوی' اہلحدیث وغیرہ حضرات علماء کا ایک نمائندہ اجلاس مدرسہ خیر المدارس میں ہوا تھا' جس کی صدارت حضرت قدس سرہ نے فرمائی تھی۔ اجلاس میں متعدد حضرات نے تقریریں کیں' آخر میں حضرت قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ: حکومت اپنے ان ناپاک عزائم میں ہرگز ہرگز کامیاب نہیں ہوسکتی' اس لعنتی منصوبے کو ناکام بنادیا جائے گا' حکومت مدارسِ عربیہ پر قبضہ ہماری لاشوں پر سے گزر کر ہی کرسکتی ہے۔

۱۰:...... خدام اور تلامذہ پر حضرت کی بے حد شفقت تھی' کبھی اپنی بڑائی اور علوشان ادنیٰ سے ادنیٰ خادم پر توجہ فرمانے سے مانع نہیں ہوئی' سفرِ حج کے موقع پر یہ ناکارہ مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن حاضر ہوا' حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ عصر کی نماز سے فراغت کے بعد کسی نماز جنازہ میں شرکت کے لئے کار میں سوار ہوچکے تھے' بندہ نے خیال نہیں کیا اور سیدھا دفتر کی طرف چلا گیا' لیکن حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھ لیا' فوراً کار سے اتر کر تشریف لے آئے اور بہت محبت وشفقت سے خیریت دریافت کی اور مہمانی فرما کر قیام کا دریافت کیا۔ بندہ نے عرض کیا کہ: حاجی کیمپ میں مستورات ہمراہ ہیں' پھر فرمایا کہ: خدا حافظ' میں جنازے کے لئے جارہا تھا' تمہیں دیکھ کر کار

سے اتر آیا تھا۔ الخ

یہ منتشر واقعات تھے جو تبرکاً نقل کر دیئے گئے ہیں، لیکن یہ سمندر میں سے قطرہ بھی نہیں، نیز ''شنیدہ کے بود مانند دیدہ'' دیدار و زیارت سے جو حقیقت سامنے آئی تھی، الفاظ و نقوش میں اس کی تصویر کشی کیسے ہوسکتی ہے؟ ہاں قلبِ حزیں کی تسلی کا سامان ہے کہ تذکرۂ حبیب بھی حبیب ہے۔

آخر میں حضرت اقدس کا ایک تعزیت نامہ جو حضرت نے حضرت مولانا خیر محمد صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کی تعزیت کے سلسلہ میں بھیجا تھا، نقل کیا جاتا ہے، تاکہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ ہمارے لئے زیادہ صبر و سکون کا باعث بن سکیں۔ مکتوب الیہ سے قطع نظر نفسِ مضمون کے لحاظ سے اپنے وصال پر حضرت گویا کہ خود ہی تعزیت فرما رہے ہیں:

''برادران گرامی منزلت مولانا رشید احمد و مولانا محمد شریف صاحب احسن اللہ عزاہما۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضرت مولانا خیر محمد رحمۃ اللہ علیہ آپ کے والد ماجد اور ہم سب کے بزرگ کی وفات سے بے حد صدمہ ہوا ہے، لیکن سنتِ الٰہیہ جاریہ ہے، بجز رضا بالقضاء اور کوئی چارۂ کار نہیں، حق تعالیٰ مولانا کو جنت الفردوس میں درجاتِ عالیہ نصیب فرمائیں اور آپ کو اور سب متعلقین کو اجرِ جزیل عنایت فرمادیں۔ تنہا آپ تعزیت کے مستحق نہیں، تمام علمی ادارے اور اربابِ مدارس، تھانوی حلقے، خانقاہیں، علمی محفلیں، سب تعزیت کے مستحق ہیں۔ مولانا مرحوم کی وفات علم و عمل، اخلاق، حلم و صبر و اناءت، تدبر و عقل و انتظام کی موت ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ مرحوم کی زندگی دینی و علمی خدمات میں گزری، حق تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان خدمات کو قبول فرمائیں اور اس کا اجرِ عظیم فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

**وفی اللّٰہ عزاء من کل ھالک، فرحم اللّٰہ تلک الروح الخفیفة، وذالک الجسد اللطیف ورضی عنه وارضاہ وجعل الجنة متقلبه ومثواہ المعزی والمتعزی**

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

۲۲ شعبان المعظم ۱۳۹۰ھ

دعا ہے کہ حق جل شانہ حضرت کے اخلاف کرام کو دینی خدمت کے لئے قبول فرمائیں اور حضرت کے دینی کاموں کی تکمیل فرمائیں۔ آمین۔